اسلام میں جرائم کا انسداد

مولانا محمد جرجیس کریمی

اسلامی عقائد کی خصوصیات:

یہاں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ اسلام کے جن عقائد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جن کو جرائم کے انسداد کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، اس قسم کا عقیدہ ہر مذہب کے پاس ہے اور اس کی بنیاد پر ہر مذہب والے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کے عقائد کو تسلیم کر لیا جائے اور ان کے جرائم کے انسداد کا تجربہ کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے جو عقائد دیئے ہیں وہ کوئی افسانوی اور خودساختہ قسم کے نہیں بلکہ وہ مدلل، محکم اور معتدل ہیں۔ قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان عقائد کا تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس پر دلائل بھی قائم کئے ہیں اور وہ دلائل کچھ ایسے نہیں ہیں، جن کا آدمی آسانی سے انکار کر دے بلکہ وہ لوگوں کی سمجھ میں آنے والے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے جملہ عقائد متوازن ہیں۔ ان میں کوئی افراط اور تفریط نہیں ہے جیسا کہ دیگر مذاہب کے عقائد میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:۲۲)

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا ہوتا تو ان کا نظام بگڑ جاتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام میں جو عقائد بیان کئے گئے ہیں، ان کی تصدیق جدید سائنس سے بھی ہوتی ہے۔ سائنس دانوں نے کائنات کے بہت سے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا ہے، بلاشبہ یہ ایک کارنامہ ہے۔ لیکن یہ جان کر حیرت ہو گی کہ انہیں رازوں سے قرآن نے اپنے نزول کے وقت ہی پردہ اٹھا دیا تھا۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ صرف چند مثالوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ انسان کی تخلیق کن کن مراحل سے گزر کر ہوتی ہے، اس کے بارے میں سائنس کی تحقیقات پڑھئے اور قرآن کی یہ آیت پڑھئے:

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ (الزمر:۲۹)

وہ تمہیں پیدا کرتا ہے، تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں، ایک کے بعد ایک تخلیق کے طریقے

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

سے تین اندھیروں میں۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون کی آیت بارہ تا چودہ سے بھی اس حقیقت پر روشنی ملتی ہے۔

کائنات کی تخلیق ایک بہت بڑے دھماکے سے ہوتی ہے اور زمین میں زندگی کے لئے پانی کا کافی حصہ ہے یہ بات سائنس داں تسلیم کرتے ہیں۔ اسی بات کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے:

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء: ۳۰)

کیا وہ نہیں دیکھتے جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین (ایک روز) ملے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں پھاڑ کے الگ کر دیا اور ہر چیز کو ہم نے پانی سے زندہ کیا تو وہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

ایمان کے تقاضے:

عقائد آدمی کو حرکت وعمل کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کے آدمی کا ہر عمل اس کے ارادے سے ظاہر ہوتا ہے اور ارادے کو خیالات و جذبات تحریک دیتے ہیں اور خیالات و جذبات عقائد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح آدمی کے عقائد ہوں گے، اسی طرح کے خیالات ذہن میں آئیں گے اور جس طرح اس کے خیالات ہوں گے اسی طرح اس کے اعمال ظاہر ہوں گے۔ اسلام کے جو عقائد ہیں، وہ کچھ اعمال کے متقاضی ہیں، ایک مؤمن ان تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اگر اس میں کمی ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے ایمان میں کمزوری ہے۔ مؤمن کا مرتبہ اعمال ہی کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے۔ قرآن میں ایمان کے مختلف تقاضے بیان کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعَادُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَ عَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ (المؤمنون: ۱۔۹)

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

یقیناً فلاح پائی ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں، لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کے ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ نہ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں۔ البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیان کا پاس رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ان آیات میں نماز میں خشوع، لغویات سے اعراض، زکوٰۃ کی ادائیگی، جنسی خواہشوں میں اعتدال، امانتوں کی حفاظت، وعدوں کا ایفا اور پابندی نماز کا تقاضا کیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں غور کیا جا سکتا ہے کہ جو شخص ان کو پورا کر رہا ہے، اسے کسی جرم میں حصہ لینے یا اس کا ارتکاب کرنے کا موقع کیوں کر مل سکتا ہے۔ ایک مؤمن جرائم سے کس قدر دور ہوتا ہے، اس کا اندازہ ان آیات سے کیجئے، ان میں ایک مؤمن کی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ط وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰماً ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَاماً ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَاءَ تْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَاماً ○ وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهاً اٰخَرَ وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلاَ يَزْنُوْنَ ○ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ اَثَاماً ○ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّ كَانَ اللهُ غَفُوْراً رَّحِيْماً ○ وَمَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللهِ مَتَاباً ○ وَالَّذِيْنَ لاَ يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَاماً ○ (الفرقان: ۶۳۔۷۲)

رحمٰن کے اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل ان کے منہ کو آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں، جو دعائیں کرتے ہیں، اے ہمارے رب جہنم کے عذاب سے ہم کو بچا لے اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے، وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے

پکارتے۔ اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ کام جو کوئی کرے تو وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا قیامت کے روز اس کو مکرر عذاب دیا جائے گا اور اس میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔ الا یہ کہ (کوئی ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ جو شخص توبہ کر کے نیک عمل اختیار کرتا ہے، وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے اور جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور لغو چیزوں سے باوقار گزرتے چلے جاتے ہیں۔

کیا موجودہ دور میں تکبر، مقابلہ آرائی، راتوں میں غیر ضروری سرگرمی، فضول خرچی، بخل، قتل و غارت گری، زنا، جھوٹ، فریب، لغویات اور مذہب بیزاری جیسے مختلف جرائم رونما نہیں ہو رہے ہیں جب کہ ایک مؤمن ان سے کوسوں دور ہے۔ اس کے اندر خاکساری، نرم خوئی اللہ کی یاد میں راتیں بسر کرنا، اخراجات میں اعتدال، قتل و غارت گری سے دور، جھوٹ فریب سے اجتناب، لغویات سے نفرت اور دین سے محبت جیسی خوبیاں پائی جاتی ہیں، جن سے معاشرے میں امن و امان پیدا ہوتا ہے۔ قرآن میں اور بھی مختلف مقامات پر ایمان کے حوالے سے ایک مرد مؤمن کے مختلف اعمال کا تقاضا کیا گیا ہے۔ یا ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن میں متعدد مقامات پر "یاایھا الذین امنوا" کے خطابیہ جملہ سے مخاطب کر کے مختلف اعمال کی تعمیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چند آیتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ط وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (ال عمران: ۱۲۰)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ ط رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (المائدہ: ۹۰)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے

شیطان کا کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

ان ساری تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور عقیدہ وہ بنیاد ہے، جس کے بغیر انسداد کی ہر کوشش ناکام ہوگی۔ اگر دنیا جرائم سے پاک ہونا چاہتی ہے تو سب سے پہلے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا عقیدہ درست کرے اور ان حقائق پر ایمان لائے جس پر ایمان لانے کے لئے قرآن نے مطالبہ کیا ہے۔

اسلام کا تصور زندگی اور جرائم کا انسداد:

موجودہ دور میں جرائم کے رونما ہونے کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کی زندگی کا کوئی واضح پاکیزہ مقصد نہیں ہے بلکہ وہ بے سمتی اور وجودی خلفشار کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مادہ پرستی اور عیش وعشرت کے سامان مہیا کرنے میں آدمی اپنی پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی مقصد ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔ مغربی تہذیب نے اس اندازِ فکر میں مزید اضافہ کیا ہے۔ آج ہر آدمی پیٹ اور شرم گاہ کی دوڑ میں سرپٹ دوڑا چلا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دوڑ کی کوئی منزل نہیں ہے لہٰذا باہمی کشمکش، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری اور جرائم اپنے عروج پر ہیں۔ لیکن اسلام کہتا ہے کہ انسان کا وجود بے مقصد نہیں ہے بلکہ خالق نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے اس کے وجود کے مقصد کا تعین کر دیا ہے اور اس کا ایک انجام اور ایک منزل بھی بتا دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی آزمائش کی جائے اور اس کے اعمال کے مطابق اس کو بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (ھود: ۷)

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا جب کہ اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزما کر دیکھے، تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝ (الملک: ۲)

اس نے زندگی اور موت کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

کرنے والا ہے۔ وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

آزمائش کے ذرائع:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اس کی آزمائش کے لئے کی ہے اور وہ یہاں اس کی مختلف طریقوں سے ہر وقت اور ہر حالت میں آزمائش کے مرحلہ میں ہے، خواہ وہ خوشحالی کی حالت میں ہو یا بدحالی کی حالت میں، مصیبت میں گھرا ہوا ہو یا لذت میں پڑا ہو۔ غرض کہ ہر وقت اور ہر حالت میں آزمائش ہے۔

دنیا کی زیب وزینت آزمائش کیلئے ہے:

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اس بات کا مکلّف بنایا ہے کہ وہ اس کے احکام پر عمل کرے۔ دوسری طرف اس نے اس دنیا کو رنگینیوں اور دل موہ لینے والی چیزوں سے بھر دیا ہے، جن کی طرف ان کا دل کھنچا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَالِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ (آلِ عمران: ۱۴)

لوگوں کے لئے مرغوبات نفس عورتیں، اولادیں، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں، حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

یہ سب چیزیں انسانوں کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن یہ صرف اسی لئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کے لئے محبوب بنا کر دراصل ان کی آزمائش کرنا چاہا ہے کہ کون ان رنگینیوں مرغوبات نفس، عورتوں اور ساز وسامان کے باوجود خدا کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون چند روزہ زندگی کی رنگینیوں میں رہ کر خدا کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (الکھف: ۷)

واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے، اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں، ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالی : امن الناس علیّ فی الفقه محمد بن حسن ☆

فرق درجات بھی آزمائش کیلئے ہے:

بلاشبہ یہ دنیا ساز و سامان سے بھری پڑی ہے لیکن یہ سب ہر ایک کے لئے میسر نہیں ہے بلکہ یہاں کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی محلوں میں رہتا ہے تو کسی کو چھت نصیب نہیں، کوئی پہلوان ہے تو کوئی لاغر، کسی کے یہاں اولاد کی کثرت ہے تو کوئی لاولد ہے، کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل ہے، کوئی چالاک ہے تو کوئی بدھو ہے۔ غرض کہ فرق مراتب کا ایک سلسلہ ہے، جو ایک کو دوسرے سے مختلف کرتا ہے۔ یہاں پر تمام آدمی یکساں صلاحیتیں اور مقام و مرتبہ کے نہیں ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونچ نیچ اور کمی وبیشی آخر کیوں ہے۔ سبھی ایک ہی درجہ پر کیوں نہیں ہیں۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَا اٰتَاكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (انعام: ۱۶۵)

وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے، اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

مصیبتیں بھی آزمائش کیلئے ہیں:

یہاں نہ صرف فرق درجات ہے بلکہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ یہاں مصیبتوں اور پریشانیوں کے شکار ہیں، قحط، بھکمری، وبائی امراض اور جنگ جیسی اجتماعی مصیبتوں کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حادثہ، مرض، موت اور تنگ دستی پیش آتی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ سب بھی آزمائش کی غرض سے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ○ (البقرہ: ۱۵۵)

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، فاقہ کشی جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں، انہیں خوشخبری دے دو۔

اوپر بیان کردہ تصور زندگی اگر کسی کے سامنے موجود ہو تو کیا وہ کسی جرم کا مرتکب ہوسکتا

ہے۔ ظاہر ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ اگر وہ دولت مند ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دولت کس لئے ہے اور اگر وہ غربت و افلاس کا شکار ہے تو بھی اسے اپنی حالت کا علم ہوتا ہے لہٰذا وہ نہ صرف اپنی دولت سے لوگوں کا استحصال کرے گا نہ خود عیش پرستی میں جملہ حدود کو تجاوز کرے گا اور نہ اپنی غربت وافلاس اور مصیبت و پریشانی سے مایوس ہوکر خودکشی کرے گا بلکہ وہ اعلیٰ قدروں کو لازم پکڑے گا اور ان کو فروغ دے گا۔ اسلام کا یہ تصور زندگی وہ نسخہ کیمیا ہے جو آج پوری دنیا کا علاج ہوسکتا ہے بلکہ اس میں آج اور آئندہ تمام انسانوں کی فلاح وسعادت مضمر ہے۔

اسلام کا تصور جزاء وسزا:

آدمی کو اگر معلوم ہو کہ وہ یہاں جو فعل یا عمل انجام دے گا، اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہونے والا نہیں ہے تو یا تو وہ اپنا ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جائے گا یا پھر اوٹ پٹانگ عمل انجام دینے لگے گا جن کا کوئی مقصد ہوگا اور نہ کوئی سمت۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ اس کے ہر عمل کا نتیجہ ظاہر ہوگا تو وہ ہر کام سوچ سمجھ کر کرے گا تاکہ بہتر سے بہتر نتیجہ نکلے۔ موجودہ دور میں مغرب زدہ انسانوں کو یہ تو معلوم ہے کہ دنیا میں ان کے ہر عمل کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے لیکن شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ عمل کا نتیجہ ظاہر ہونے کی ایک جگہ اور ہے اور وہ آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام ایسے لوگوں کے اعمال بے مقصد اور بے سمت انجام پا رہے ہیں، اس بے مقصدی اور بے سمتی ہی کا دوسرا نام جرائم ہے۔ آج ہر آدمی آزاد ہے، جو چاہے کرے جو چاہے نہ کرے۔ لیکن اسلام نے یہ تصور دیا ہے کہ جس طرح یہاں انسان کی زندگی بے مقصد نہیں ہے، اسی طرح ان کے اعمال بھی بے مقصد اور بے انجام نہیں ہیں بلکہ وہ نتائج برآمد کرنے والے ہیں۔ وہ نتائج جلد برآمد ہوں گے، اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے، معمولی ہوں یا غیر معمولی، خفیہ ہوں یا علانیہ، انفرادی ہوں یا اجتماعی ہر ایک کا نتیجہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه‘ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه‘ ○

(زلزال: ۵۔۷)

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○ (لقمان:۱٦)

اے بیٹے کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمینوں میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (آل عمران: ۱۹۵)

''جواب میں ان کے رب نے فرمایا میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔''

اسلام کا تصور فلاح:

انسان ہوش سنبھالنے کے بعد اپنی دنیا بنانے کا عمل شروع کر دیتا ہے اور زندگی میں زیادہ سے زیادہ وسائل اکٹھا کر لینے کو وہ مستقبل کی فلاح کا ضامن تصور کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیوی اسباب کے بغیر یہاں زندہ رہنا ممکن ہے اور نہ ہی کسی قسم کی ترقی و کامیابی سے ہم کنار ہوا جا سکتا ہے۔ کامیابی کا سارا انحصار مادی وسائل اور اسباب دنیا کے حصول میں ہے۔ لہٰذا وہ اس کے لئے ہر قسم کا جتن کرتا ہے۔ ہر جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے بلکہ طرح طرح کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ انہیں حاصل کر لے۔

لیکن اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی کامیابی اور اس کی فلاح مادی اسباب و وسائل پر منحصر نہیں بلکہ وہ کچھ اور ہے اور وہ ہے رضائے الٰہی کا حصول اور جنت میں داخلہ یا جہنم کے عذاب سے چھٹکارا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (آل عمران: ۱۸۵)

''آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے۔ تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے

ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَعَدَ اللہُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللہِ اَكْبَرُ ط ذَالِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o

(التوبہ:۷۲)

''ان مؤمن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں ایسے باغ دے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کے لئے قیام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی انہیں حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اسلام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فلاح کی یہ قسم کن شرائط سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان شرائط میں ایمان وعمل صالح، تقویٰ، اتباع کتاب وسنت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس کے برعکس شرک کرنا کفر، نفاق، آخرت کا انکار، شیطان ک اتباع، نفس پرستی، بدعملی اور بےعملی اور مجرمانہ زندگی جیسی چیزیں اس فلاح سے دور کر دیتی ہیں۔

جرائم کے انسداد میں اسلامی عبادات کا حصہ:

اسلام محض چند عقیدوں کو مان لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ماننے والوں پر عملی ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے، ان میں کچھ تعلق باللہ کے تئیں ذمے داریاں ہیں اور کچھ عام بندوں کے تئیں۔ اول الذکر کو عبادات یا حقوق اللہ کہا جاتا ہے اور آخر الذکر کو اخلاق یا حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ یہاں عبادات کے تعلق سے انسان کی زندگی پر پڑنے والے اچھے اثرات کا تذکرہ مقصود ہے۔ اسلامی عبادات میں نماز، روزہ، زکوۃ اور حج خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ان عبادتوں کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ بعض عبادتیں جسمانی ہیں تو بعض مالی اور بعض مالی اور جسمانی دونوں سے مرکب ہیں۔ ان عبادات مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام میں انسانی مصلحتوں کو بھی پوشیدہ رکھا ہے۔ لہٰذا ان سے انسان کو صرف اخروی فوائد ہی حاصل نہیں ہوتے بلکہ ان کے فوائد دنیا میں بھی مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں برائیوں سے بچاؤ اور جرائم کا قلع قمع خاص

طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہاں عبادات سے حاصل ہونے والے ہر قسم کے فوائد کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔صرف اس پہلو پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔

نماز:

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی بھی حالت میں کسی سے بھی ساقط نہیں ہوتی۔ نماز کے مختلف اوقات ہیں اور اس کے لئے آدمی کو مختلف طریقے سے تیاری کرنی ہوتی ہے۔ مثلاً پاکی، صفائی اور وضو کا اہتمام اور وہ مختلف دعائیں جن میں بندہ خدا کے سامنے اپنے عجز وانکسار کا اقرار کرتا ہے۔ اب جو شخص روزانہ متعدد بار اس کام کیلئے اپنے آپ کو تیار کرے اور ان اہتمامات کو ملحوظ رکھے جو اس میں مطلوب ہیں تو کیا ایسی صورت میں اسے کوئی جرم کرنے یا اس کے بارے میں سوچنے کا موقع اور وقت ہوگا؟ دوسری بات یہ کہ جو شخص دن اور رات میں متعدد بار اپنے خدا کے سامنے اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرلے وہ کیوں کر کسی بندہ پر دست درازی، ظلم، خیانت اور کسی جرم کو جائز سمجھے گا۔ پھر نماز میں قلبی کیفیات سے آدمی گزرتا ہے۔ مثلاً خشوع وخضوع وغیرہ، ان کی موجودگی میں اس کے دل میں وہ کیفیات کیسے پیدا ہوسکتی ہیں، جن سے مغلوب ہوکر آدمی جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھَا عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ. (العنکبوت: ۴۵)

''یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کی نماز اس کو برائی اور بدی سے نہ روکے تو ایسی نماز اس کو خدا سے اور دور کردیتی ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی دوسری احادیث ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فطری طور پر آدمی کو جرائم سے روکتی ہے۔

روزہ:

روزہ اسلامی عبادات کا اہم رکن ہے، اس میں آدمی سحر سے افطار تک نہ صرف کھانے پینے سے رک جاتا ہے بلکہ ہر قسم کی لغویات اور فضول عمل کو ترک کردیتا ہے۔ روزہ تقویٰ پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، تقویٰ اسی دلی کیفیت کا نام ہے، جس سے آدمی ہر وقت اپنے عمل کو حق وباطل کے ترازو میں تولتا رہتا ہے اور آدمی کا دل خوف خدا سے معمور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہوجاتا

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ:۱۸۳)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کئے گئے تھے توقع ہے کہ اس سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ اور فریب کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

روزہ ضبط نفس، خواہشات پر قابو پانے اور اپنے آپ کو اللہ کی مرضیات کے مطابق ڈھالنے کا بہترین نسخہ ہے۔ موجودہ دور میں ہوس پرستی نفسانی خواہشات اور خدا بیزاری کا سیلاب امنڈ پڑا ہے۔ کیا روزے سے بہتر نسخہ اس کے انسداد کے لئے لایا جاسکتا ہے؟

زکوٰۃ:

زکوٰۃ مالی عبادات میں سے ہے جس میں آدمی اپنی دولت میں سے ایک مقررہ حصہ ان لوگوں کو تقسیم کر دیتا ہے جو کسی وجہ سے معاشی طور پر کمزور ہیں بلاشبہ اس سے عام انسانی ہمدردی کا خیال ہوتا ہے اور غریبوں کو مالی تعاون حاصل ہوتا ہے لیکن زکوٰۃ ادا کر کے آدمی صرف ان غریبوں پر احسان نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنے اوپر احسان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبہ:۱۰۲)

اے نبی تم انکے اموال میں سے صدقہ لیکر انہیں پاک کرو اور انہیں بڑھاؤ۔ (نیکی میں)

انسان کے اندر مال و دولت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ حرص و ہوس اور بخل جیسی اخلاقی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے اور یہ بیماریاں بے شمار خرابیوں اور جرائم کا باعث بنتی ہیں لیکن آدمی زکوٰۃ ادا کرے تو ان بیماریوں سے بچاؤ ہوسکتا ہے۔ دوسری طرف اگر معاشرہ کے دولت مند طبقے صحیح اصولوں کے ساتھ زکوٰۃ ادا کریں تو غربت و افلاس کی وجہ سے رونما ہونے والے بے شمار جرائم کا انسداد ہوسکتا ہے۔ یہی بات اسلام میں فریضہ زکوٰۃ سے مطلوب ہے۔

حج:

حج مالی اور جسمانی دونوں سے مرکب عبادت ہے، اس میں آدمی اپنی خطیر رقم خرچ کر

کے کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے نکلتا ہے سفر کی صعوبتوں اور بے وطنی کی مشکلات کو جھیلتا ہے اور یہ سب کچھ وہ محض اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے، حج کسی میلے ٹھیلے میں شرکت کی طرح نہیں ہے کہ آدمی تفریح طبع کے لئے شور ہنگام اور ہڑبونگ مچاتے ہوئے چلا جائے اور جو چاہے کرتا پھرے بلکہ وہ ایک مقدس یادگار عبادت ہے، جس میں آدمی کو اس سلسلے میں بتائے ہوئے ایک ایک حکم کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ اب جو کچھ اللہ کے احکام کا اس حد تک پابند ہو کہ وہ ایک گھاس بھی اس کے حکم کے بغیر نہ اکھاڑے تو بھلا دیگر حرمات کی پامالی وہ کیوں کر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ وَلاَ جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ (البقرہ: ۱۹۷)

جو شخص مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہئے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بدعملی، کوئی لڑائی، جھگڑے کی بات نہ ہو، جو نیک کام تم کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہوگا۔

دنیا بھر کے لوگ حج کرنے آتے ہیں اور سب ایک ہی حلیہ اور لباس میں ہوتے ہیں سب ایک ہی آواز میں ایک ہی دعا پڑھتے ہیں، جس سے انسانی ہمدردی، مساوات اور اعلیٰ قدروں کے فروغ کے جذبات دلوں میں موجزن ہوتے ہیں، ایسی صورت میں ایک حاجی حج کے بعد کیوں کر کسی انسان کے ساتھ تفریق، ظلم، قتل اور خون خرابہ کو جائز سمجھے گا۔

حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جملہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس نے حج مکمل کر لیا تو اس کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سمت رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حج لِلّٰهِ فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (بخاری کتاب المناسک، باب فضل الحج: المبرور)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ کی خاطر حج کیا اور اس میں کوئی برائی اور بدعملی کا مرتکب نہیں ہوا تو وہ حج سے ایسے ہی گناہوں سے پاک ہو کر لوٹ آیا گویا کہ اس کی ماں نے اس کو معصوم پیدا کیا تھا۔

اسلامی عبادات سے متعلق قابل غور نکتہ:

اسلامی عبادات میں نماز کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ فحش کاموں اور برائیوں سے

روکتی ہے، اسی طرح روزہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے، زکوٰۃ کے بارے میں بھی وارد ہے کہ اس سے تطہیر اور تزکیہ ہوتا ہے اور حج کے بارے میں بھی وہی بات وارد ہے کہ اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں سے معلوم ہوا کہ ان میں ہر ایک جرائم کے انسداد میں معاون ہیں۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ نماز جن برائیوں کو روکتی ہے وہ کسی اور ذریعہ سے نہیں روکی جا سکتی، اسی طرح روزہ سے جو تقویٰ پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور طرح سے پیدا نہیں ہوسکتا اور زکوٰۃ سے جو تطہیر اور تزکیہ ہوتا ہے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے نہیں ہوسکتا اور حج جس طرح گناہوں کو معاف کر دیتا ہے کوئی اور عبادت اپنی جگہ اہم ہے اور جرائم کے انسداد کے لئے ان ساری عبادات کی ادائیگی ضروری ہے۔ کسی ایک کو یا بعض کو اختیار کر کے وہ مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جو ان سب سے ایک ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

اسلامی اخلاقی تعلیمات سے جرائم کا انسداد:

اوپر اسلامی عقائد اور عبادات کے حوالے سے بیان کیا گیا کہ ان سے کس طرح جرائم کا انسداد ہوتا ہے۔ اسلام نے براہ راست کچھ اخلاقی تعلیمات دی ہیں، ان پر عمل کر کے آدمی نہ صرف اعلیٰ اخلاقی مرتبہ پر فائز ہوتا ہے بلکہ ان سے جرائم کا قلع قمع بھی ہوتا ہے اور جس معاشرے میں ان اعلیٰ اخلاقی قدروں کے حامل افراد ہوں وہ پرامن اور جرائم سے مامون معاشرہ ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں اخلاقی قدروں کا جس طرح بحران ہے، اس سے بھی اسلامی اخلاقی تعلیمات کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔

اسلام میں اخلاق کی اہمیت:

اسلام میں اخلاق کی جو اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی تکمیل بتایا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (مسند احمد)

میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

ایک بار حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے تو انہوں

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن تھے۔ قرآن نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ٥ (القلم:۴)

اور بے بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو۔

اسلام میں اخلاق اور تقویٰ ہی وہ معیار ہے جس کی بنیاد پر آدمی ایک دوسرے سے ممتاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ط (الحجرات:۱۳)

درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

عہد نبوی کی دو خاتون کے بارے میں واقعہ ہے کہ ان میں سے ایک روزہ کا اہتمام کرتی تھی لیکن اپنی زبان درازیوں سے پڑوسیوں کو ایذائیں بھی پہنچاتی تھی، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کے اندر کوئی نیکی نہیں ہے جب کہ دوسری خاتون نماز روزے کا بہت زیادہ اہتمام نہیں کرتی لیکن کسی کو کوئی تکلیف بھی اپنی ذات سے نہیں پہنچنے دیتی، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔ (ادب المفرد الامام بخاری باب من لا یؤذی جاری) اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث و روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عبادات اور دوسرے احکام کی جو اہمیت ہے اس سے کم اخلاق کی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (حج:۷۷)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رکوع کرو سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت بجالاؤ اور بھلائی کے کام کرو تو توقع ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

اخلاق کی قسمیں:

اخلاق کی دو قسمیں ہیں ایک اچھے اخلاق دوسرے برے اخلاق۔ اسلام میں جہاں اچھے اخلاق کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی فضیلتیں بیان کی گئیں ہیں، وہیں برے اخلاق سے

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اجتناب کی تاکید کی گئی ہے اوران کی وعیدوں ڈرایا گیا ہے، دونوں کی اہمیت اپنی جگہ یکساں ہیں۔ اچھے اخلاق سے جس طرح آدمی پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، برے اخلاق سے وہ اسی طرح برے اثرات کا شکار ہوتا ہے۔ اخلاق کی غرض سے ذیل میں ان کی صرف ایک اجمالی فہرست دی جا رہی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ اسلام میں اخلاقیات کا کس طرح احاطہ کیا گیا ہے اور ان کے سانچے میں ڈھل جانے کے بعد آدمی کی شخصیت کیا ہوتی ہے یا ہوسکتی ہے اور وہ کس طرح جرائم سے دور ہوتا ہے۔

اچھے اخلاق:

صدق: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ○ (توبہ:۱۱۹)

سخاوت: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ ط الی آخر (البقرہ:۲۵۴)

عفت و پاک بازی: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ط (الانعام:۱۵۲)

امانت و دیانت داری: اِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا (النساء:۵۸)

شرم و حیا: فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ (القصص:۲۵)

رحم: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

عدل وانصاف: اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل:۹۰)

عہد کی پابندی: وَ اَوْفُوْ بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:۳۴)

احسان یعنی بھلائی کرنا: اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللهُ اِلَيْكَ (القصص:۷۷)

عفو و درگزر: وَ اِذَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (الشوریٰ:۳۷)

حلم و بردباری: وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ (البقرہ:۲۳۵)

رفق و لطف: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (طٰہٰ:۴۴)

تواضع و خاک ساری: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (لقمان:۸۱)

خوش کلامی: وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ:۸۲)

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

ایثار: یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:۹)

اعتدال ومیانہ روی: وَلاَ تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ وَلاَ تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل:۲۹)

خودداری: یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ط تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمَاهُمْ لاَ یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافاً ط (البقرہ:۲۷۳)

شجاعت اور بہادری: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفاً فَلاَ تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (الانفال:۱۵)

استقامت: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاَ هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (الاحقاف:۱۳)

حق گوئی: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (الحجر:۹۴)

بے نیازی: وَلاَ تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ ط (طٰہٰ:۱۳۱)

صبر: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (العمران:۲۰۰)

توکل: وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۳)

غصہ پینا: وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:۱۳۴)

برائی کے بدلے بھلائی: وَلاَ تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلاَ السَّیِّئَةِ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (حم السجدہ:۳۵)

متانت وقار: اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَاماً (الفرقان:۷۲)

لغو سے اعراض: وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ (المؤمنون:۳)

بُرے اخلاق:

شریعت میں برے اخلاق سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتا ہے، ان کے ارتکاب سے آدمی گناہگار ٹھہرتا ہے۔ قرآن میں ایسے برے اخلاق کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے جن میں منکر، فحش، سوء، مکروہ، خطا، اثم، ذنب اور عدوان خاص طور سے

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ان کی بھی مختصر فہرست درج کی جاتی ہے۔

جھوٹ: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ط (الحج:۳۰)

جھوٹی قسمیں کھانا: وَ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ o (مجادلہ:۱۴)

وعدہ خلافی کرنا: فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقاً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی يَوْمِ يَلْقَوْنَه' بِمَا اَخْلَفُوا اللهَ مَا وَعَدُوْهُ
بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ o (التوبہ:۷۷)

خیانت: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْا اَمَانَاتِكُمْ وَ
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (الانفال:۲۷)

دغا بازی: اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا
يَتَّقُوْنَ o (الانفال:۵۶)

بہتان تراشی: وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَه' بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ ط (الممتحنہ:۱۲)

غیبت اور بدگوئی: وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً (الحجرات:۱۲)

دورخاپن: اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا
مَعَكُمْ ط (بقرہ:۱۴)

بدگمانی: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ
(الحجرات:۱۲)

خوشامد: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَالَمْ
يَفْعَلُوْا (آل عمران:۱۸۸)

بخل: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط (آل عمران:۱۸۰)

حرص: لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهِ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ط (طہ:۱۳۱)

بے ایمانی: يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء:۱۸۸)

چوری: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا (المائدہ:۳۸)

ناپ تول میں کمی بیشی: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ o وَ اِذَا
كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ o (مطففین:۱)

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی: الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

رشوت: وَ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْهُمْ یُسَارِعُوْنَ فِی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ اَکْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o (المائدہ:۶۲)

سودخوری: یٰآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَأْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً (آل عمران:۱۳۰)

شراب نوشی: یٰآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ (المائدہ:۹۰)

غیظ وغضب: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ o (الاعراف:۱۹۹)

بغض و کینہ: رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا (الحشر:۱۰)

ظلم: اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِ (الشوریٰ:۴۲)

فخر وغرور: اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْراً o (النساء:۳۶)

ریا: وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَراً وَّ رِئَآءَ النَّاسِ (الانفال:۴۷)

خود بینی اور خودنمائی: فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (النجم:۳۲)

حسد: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء:۵۴)

فحش گوئی: فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (البقرہ:۱۹۷)

بُرے اخلاق کی یہ مختصر فہرست تھی، قرآن وحدیث کا استقصاء کیا جائے تو یہ کافی طویل ہوسکتی ہے لیکن صفحات کی تنگی اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس سلسلے میں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اسلام میں تین باتوں کو رذائل کی بنیاد قرار دیا گیا ہے ایک عدم صدق ہے۔ اس سے مراد دل، زبان اور عمل میں یکسانی نہ ہو جیسے جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی، الزام تراشی، بدگمانی، خوشامد، چغل خوری، دوغلہ پن، جھوٹی قسمیں کھانا وغیرہ۔ یہ سب عدم صدق کی مختلف شکلیں ہیں۔ دوسری بات مال و دولت سے محبت ہے۔ اس سے بخالت، حرص، طمع، چوری، غضب، خیانت، دھوکہ، بدعنوانی، ناپ تول میں کمی بیشی جیسی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تیسری بات انسان کی اپنی ذات سے محبت ہے۔ اس

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

سے خودستائی، حسد، تکبر، غیظ وغضب، کینہ، انانیت وغیرہ برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جو شخص اس نکتہ کو ذہن میں رکھے گا وہ جملہ برے اخلاق سے بچ سکتا ہے۔ (سیرت النبی ششم)

اسلام کے نظام حقوق وفرائض سے جرائم کا انسداد:

موجودہ دور میں جرائم کے رونما ہونے کا ایک بہت بڑا سبب باہمی حقوق کی پامالی ہے۔ مغربی نظریات کے زیر سایہ انسان نہ صرف مذہب، اخلاق اور اخلاقی قدروں سے آزاد ہوگیا بلکہ ہر قسم کی ذمے داریوں سے بھی وہ آزاد ہے۔ ماں، باپ اولاد، بھائی، پڑوس اور دیگر قرابت داروں کے کیا حقوق ہیں؟ یہ آج کا انسان جانتا ہے اور نہ ہی جاننا چاہتا ہے، وہ صرف اپنی ذات کے لئے جیتا ہے اور جینا چاہتا ہے۔ ذات کے مطالبات اور خواہشات کی تکمیل کا وہ پابند ہے دیگر تمام قسم کی پابندیوں اور حقوق سے اسے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں انسانیت نوازی، ہمدردی، ایثار، قربانی اور رحم دلی وغیرہ صفات عنقا ہوگئی ہیں اور طرح طرح کے جرائم رونما ہو رہے ہیں۔ لیکن اسلام کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اس کے نزدیک انسان نہ تو ہر قسم کی ذمے داریوں سے آزاد ہے اور نہ ہی اس پر صرف ذمہ داریاں ہی ہیں بلکہ حقوق وفرائض کا ایک متوازن نظام ہے، جس کے تلے آدمی باسعادت زندگی گزارتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

> ''آگاہ ہو جاؤ تم میں کا ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک جواب دہ ہے۔ امام عوام الناس کا نگراں ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔ مرد اپنے اہل وعیال کا نگراں ہے اور وہ اس کا جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور وہ اس سے متعلق جواب دہی کرے گی اور نوکر مالک کے مال کا نگراں ہے اور وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ خبردار تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک کو جواب دہی کرنی ہے۔''
>
> (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارہ والقضاء بحوالہ متفق علیہ)

حدیث بالا میں امام سے لے کر غلام تک کے فرائض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعض دوسری احادیث سے حقوق کا پتا چلتا ہے۔ ارشاد ہے:

> ''بے شک تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا تم پر حق ہے

تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے اور مہمان کا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے۔"

(بخاری کتاب الصوم)

والدین، اولاد، زوجین، اہل قرابت، پڑوسی، یتیموں، بیواؤں، حاجت مندوں، بیماروں، مہمانوں، عام مسلمان، انسانی برادری اور جانوروں کے کیا حقوق ہیں، ان کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

والدین کے حقوق:

انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ احسان مند اپنے ماں باپ کا ہوتا ہے۔ پیدائش سے لے کر جوانی تک وہ اس کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں، ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ہر طرح کی قربانی دیتے اور تکلیفیں اٹھا کر اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماں کا درجہ یک گونہ بڑھا ہوا ہے، جو بچے کو نو ماہ تک اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی اپنے سینے سے خون کشید کر کے پلاتی، پیدائش کی ناقابل برداشت تکلیف جھیلتی اور اس کے لئے اپنا ہر آرام قربان کرتی ہے اور یہ سب کچھ وہ کسی خوف، دباؤ یا مجبوری میں نہیں کرتی بلکہ ہنسی خوشی انجام دیتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر آدمی پر والدین کے تعلق سے مندرجہ ذیل فرائض عائد کئے ہیں:

- والدین کی شکرگزاری کی جائے
- ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔
- ان کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ کیا جائے۔
- ان پر خرچ کیا جائے۔
- ان کی مرضی کا خیال رکھا جائے۔
- ان کے سامنے انکساری کی جائے۔
- ان کے لئے دعا کی جائے۔

اسلام میں والدین کے کیا حقوق ہیں۔ اسکا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مشرک اور بے دین ماں باپ کیساتھ بھی حسن سلوک کا اس نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ط فَلاَ تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً ط (لقمان: ۱۵)

اولاد کے حقوق:

موجودہ میں بچوں کے خلاف بے تحاشا جرائم رونما ہو رہے ہیں۔ کثرت آبادی پیدا شدہ مسائل اور مادہ پرستانہ رجحانات کے سبب اولاد کشی، اسقاط حمل، لڑکیوں کے ساتھ تفریق، کم عمر بچوں سے مزدوری کرانا جیسے بہت سے جرائم اپنے شباب پر ہیں۔ اسلام نے والدین کی طرح اولاد کے بھی حقوق متعین کئے ہیں جن کی ادائیگی والدین پر واجب ہے۔ دوسری صورت میں وہ عنداللہ گناہگار ہوں گے اور سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اولاد کے حقوق یہ ہیں:

ان کو زندہ رہنے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَقْتُلُوْا اَوْلاَدَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلاَقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاکُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ کَانَ خِطْأً کَبِیْراً o (بنی اسرائیل: ۳۱)

''اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔''

ان کی پرورش کی جائے:

وَلْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ (البقرہ: ۲۳۲)

اور مائیں اپنی اولاد کو کامل دو سال تک دودھ پلائیں۔

ان کی مناسب تعلیم و تربیت کی جائے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم: ٦)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

لڑکوں اور لڑکیوں میں تفریق نہ کی جائے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ کَظِیْمٌ o یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ط اَیُمْسِکُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ط (النحل: ۵۸ـ۵۹)

''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے جھینپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا خوشی میں دے مارے۔''

ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن کا بوسہ لیا جس پر اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن آج تک میں نے کسی کا بوسہ نہیں لیا آپ نے ان کو تیکھی نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الاولاد وتقبیلہ ومعانقتہ)

اس کے علاوہ شریعت نے اولاد کی پیدائش پر خوشی منانے، عقیقہ کرنے اور ان کا مناسب نام رکھنے کا حکم دیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اولاد اللہ کی طرف سے رحمت ونعمت ہے جس کی حفاظت ہونی چاہئے اور اس کی قدر و قیمت کی جانی چاہئے۔

زوجین کے حقوق:

آج پوری دنیا میں عورتیں انسانی حقوق کی پامالی کی شکار ہیں۔ ظلم، تشدد، تفریق اور جہیز کے لئے قتل جیسے واقعات روزانہ کے معمول بن گئے ہیں۔ خصوصاً گھریلو زندگی میں عورتوں کے ساتھ ہر طرح کی ناانصافی برتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں ان کی خودکشی کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ان جرائم کے انسداد کا واحد راستہ یہ ہے کہ لوگوں کو عورتوں سے متعلق حقوق کی یاد دہانی کرائی جائے۔ اسلام نے ان کے لئے متعدد حقوق متعین کئے ہیں جو یہ ہیں:

ان کو زندہ رہنے دیا جائے۔

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (التکویر: ۸ـ۹)

اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم کے پاداش میں مار دیا گیا۔

ان کا مہر ادا کیا جائے۔

وَ اٰتُو النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةِ (النساء:۴)

اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔

ان کا نان نفقہ ادا کیا جائے۔

وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَه' رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة:۲۳۳)

اور باپ پر معروف طریقے سے کھانا اور کپڑا دینا واجب ہے۔

ان کو مقید کر کے نہ رکھا جائے۔ یعنی نقل و حرکت اور عملی آزادی ہو۔

وَلاَ تُمْسِكُوْا ضِرَاراً لِّتَعْتَدُوْا (البقرہ:۲۲۱)

اور ان کو محض ستانے کی خاطر نہ روکو۔

ان کو ملکیت کا حق دیا جائے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء:۳۲)

اور جو مردوں نے کمایا اس کے مطابق اس کا حصہ اور جو عورتوں نے کمایا اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔

ان کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءِ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةِ (النور:۴)

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں اور اس پر چار گواہ کھڑے نہیں کر پاتے انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔

ان کی وراثت کا حق تسلیم کیا جائے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ط وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيْباً مَّفْرُوْضاً ○ (النساء:۷)

والدین اور اقربا نے جو کچھ وراثت میں چھوڑا ہے، اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی ان کو اظہار رائے کی آزادی دی جائے۔

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالى : امن الناس علیّ فی الفقه محمد بن حسن ☆

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط (التوبہ:۷۱)

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے ولی نگہبان اور سرپرست ہیں جو معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔

یہ بیوی کے قانونی حقوق ہیں جن کو وہ عدالت کے ذریعہ بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ شریعت نے شوہر کو حکم دیا ہے کہ:

- بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط (النساء:۱۹)
- اس سے مصالحانہ روش اختیار کرو۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط (النساء:۱۲۸)
- اس کی کمزوریوں کو نظر انداز کرے۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (النساء:۱۹)

ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا کرے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّهُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا ط فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (التغابن:۱۴)

یہ عورتوں کے قانونی اور اخلاقی حقوق تھے ان پر کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی ان پر واجب ہے۔

عورت ازدواجی زندگی میں اپنا رویہ درست رکھے۔ فَالصّٰلِحٰتُ (النساء:۳۴)

وہ شوہر کی اطاعت کرے۔ قٰنِتٰتٌ (ایضاً)

امانتوں کی حفاظت کرے۔ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء:۳۴)

ازدواجی زندگی کو صبر کے ساتھ نباہے۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء:۱۲۸)

حدیث میں ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لئے تقویٰ کے بعد صالح عورت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ شوہر اس کو جو کہے وہ مانے شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے اور اگر شوہر اس کو قسم دے کر کچھ کہے تو اس کی قسم کو پوری کر دے اور شوہر گھر پر نہ ہو تو اپنے آپ کی اور اس کے مال کی پوری حفاظت کرے۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

وقار کی بات

قال رسول اللہ ﷺ

اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ
فَلَا یَسْعٰی عَلَیْھَا اَحَدُکُم
وَلٰکِن لِیَمْشِ وَعَلَیہِ السَّکِینَۃُ وَالْوَقَار
(رَوَاہُ مُسْلِم)

جنابِ رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا

☆☆

جب نماز کے لئے اقامت کہی جارہی ہو، تو
تم میں سے کوئی دوڑ کر نماز میں شامل نہ ہو بلکہ
سکون اور وقار سے چلتا ہوا آئے۔ (صحیح مسلم)

منجانب: ملک برادرز - چکوال